علامہ اقبال کے تین نایاب خطوط

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین

جناب سردار محبوب عالم نتکانی قبیلہ کے ایک نیک نام فرض شناس اور علم دوست سرکاری افسر ہیں۔ انہوں نے چند ماہ پیشتر مجھے اپنے خالو سردار محمد عظیم خان کے علامہ اقبال سے روابط کے بارے میں بتایا۔ میرے اشتیاق پر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ سردار محمد عظیم خان کے حالات اور علامہ اقبال کے چند نادر خطوط فراہم کریں گے۔ انہوں نے بڑی تگ و دو کے بعد یہ وعدہ پورا کیا اور اپنے بھانجے جناب طارق کی وساطت سے اہم معلومات و دستاویزات فراہم کیں۔ اقبال کے مذکورہ خطوط وغیرہ برائے ملاحظہ پیش کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نتکانی قبیلہ کا مختصر تعارف کروا دیا جائے تاکہ خطوط کا کچھ پس منظر واضح ہو سکے۔ پنجاب گزیٹئر میں اس قبیلے کے بارے میں مختصر مگر جامع انداز میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کچھ یوں ہے:

"نتکانی ایک اہم قبیلہ ہے اور اس کے افراد مختلف حصوں میں بٹے ہوئے ہیں' ہر حصے کا سربراہ مقدم کہلاتا ہے لیکن اب ان کا کوئی بڑا سردار نہیں ہے۔ ان کا علاقہ سنگھڑ سے نکلنے والی نہروں سے سیراب ہوتا ہے۔ یہ علاقہ شمال میں قیصرانی علاقے اور جنوب میں کھوسہ اور سوری قبائل کے علاقوں کے درمیان واقع ہے۔ ان میں سے کوئی بھی پہاڑی علاقے کا رہائشی نہیں ہے اور یہ لوگ اس ہموار میدانی علاقے کے چھوٹے سے حصے میں بزداروں کے ساتھ رہتے ہیں جو سنگھڑ ندی کے پہاڑی منبع کے سامنے واقع ہے۔ اس قبیلے کا آخری سربراہ اسد خان تھا جس نے سکھوں کو خراج دینے سے انکار کر دیا تھا اور ایڈورڈز کے خلاف مولراج کا ساتھ دیا تھا۔ اس کا ذکر اس کتاب کے گیارہویں باب میں کیا گیا ہے۔ اس نے آخر کار نواب بہاولپور کی فوج میں شمولیت اختیار کر لی تھی اور ملتان کے محاصرہ میں مدد دی تھی۔ لیکن وہ قبیلے کی سربراہی کے حصول کے لیے کبھی سنگھڑ واپس نہیں آیا۔ نواب بہاولپور کے خاندان میں شادی کے ذریعے رشتہ داری قائم ہونے کی بنا پر اس نے اپنے باقی ایام زندگی اسی کے ساتھ گزارے۔ اس دوران اسے بہاولپور کے خزانے سے -/۳۶۰۰ روپے کی پنشن ملتی رہی۔ اس کا بیٹا عظیم خان ڈیرہ غازی خان واپس آیا اور اس کے پوتے محمد مسو خان نے پولیس کی ملازمت اختیار کر لی اور کئی سال تک اس ضلع میں انسپکٹر پولیس کے عہدے پر فائز رہا۔ وہ اپنی قابلیت اور دیانت کے

لیے بہت زیادہ مشہور تھا ۔ اس نے ۱۸۹۶ء میں وفات پائی اور اپنی اولاد میں دو بیٹے محمد خان اور امام بخش چھوڑے ۔ اسد خان کا چچا زاد حاجی محمد مسو خان سنگھڑ تحصیل میں بہت با اثر تھا جہاں اس نے اپنے خرچ پر مسووہ نہر کھدوائی' لیکن چونکہ اس کے لیے اس نہر کا انتظام کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے اس نے یہ نہر حکومت کو فروخت کر دی ۔ وہ ۱۸۸۳ء میں بے اولاد فوت ہو گیا ۱۔

سردار عظیم خان کا شجرہ نسب یہ ہے :

محمد مسو خان ۔ اول
|
علی اکبر خان
|
محمد اسد خان
|
عظیم خان
|
محمد مسو خان ۔ ۔ سوم (وفات ۱۸۹۷ء)
|
محمد خان
|
محمد عظیم خان دوم (۲)

سردار محمد اعظم خان کا اصل نام سردار عبدالعظیم خان تھا اور وہ اپنے والد سردار محمد خان کے اکلوتے بیٹے تھے ' محمد خان نتکانی قبیلہ کے سردار تھے اور ان کے بعد گورنر پنجاب کے حکم سے ۷ ستمبر ۱۹۳۲ء کو عظیم خان کو ڈویژنل درباری قرار دیا گیا تھا۔ ۳ وہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے ' قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم حافظ مصطفےٰ سے حاصل کی منگروٹھ میں واقع اینگلو ورنیکلر سکول میں مڈل تک تعلیم حاصل کی ۔ یہ اس علاقہ کا واحد تعلیمی ادارہ تھا جو بعد میں تونسہ منتقل ہو گیا تھا ۔ اگرچہ مزید باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کر سکے لیکن ذاتی مطالعہ کی بدولت انہوں نے علوم متداولہ کی تحصیل کی اور کتابت اور خط نویسی میں کامل دستگاہ حاصل کی ۔ تحریر اور خط و کتابت مغلوں کے دور کی یاد تازہ کرتی تھی ۔ سرائیکی مادری زبان تھی لیکن محنت اور لگن کی بدولت وہ فارسی ' اردو' سندھی ' عربی اور بلوچی زبانیں بھی لکھ پڑھ سکتے تھے ۔ انگریزی عدالت میں سیشن جج کے ساتھ بطور Honourary Assessor کام کرتے تھے ' لہٰذا انگریزی زبان میں بھی گفتگو کر لیتے تھے

سردار محمد عظیم نہایت وجیہ و شکیل تھے ۔ آنکھیں موٹی ' چہرہ لمبوترا مگر کھلا' جسم سڈول اور مناسب حد تک لمبا تھا ' چال میں متانت تھی اور شخصیت مرعوب کن تھی ۔ وہ خلق و مروت کا پیکر تھے اور ان کے حسن سلوک اور تحمل و بردباری کے قصے زبان زد خاص و عام تھے ۔ ان کی گفتگو بہت دلچسپ ہوتی تھی ۔ جس سے ملتے خندہ جبینی سے ملتے اور ملاقاتی کو اجنبیت کا احساس نہ ہونے دیتے ۔ سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا ۔ قیام پاکستان سے قبل کشمیر' شملہ ' بمبئی ' کلکتہ وغیرہ تک گھوم پھر چکے تھے ۔ پاکستان کے بیشتر علاقوں میں آتے جاتے رہتے تھے ۔ ذاتی تعلقات کے سبب کوٹ ڈی جی ' خیرپور میر اور حیدر آباد کا سفر بھی بارہا کیا ۔

جناب غلام علی فنتکانی نے ان کے جو حالات تحریر کیے ہیں ان کی رو سے سردار موصوف کو سخت ناموافق حالات کا سامنا کرنا پڑا ۔ باپ کی دیوانگی اور چچاؤں کی سرپرستی سے محرومی کی بنا پر انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ ان کے مزاج پر لاابالی پن غالب تھا جس کی وجہ سے انہیں شہربدر اور ضلع بدر ہونا پڑا ۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ حریت پسندانہ خیالات و جذبات کی بنا پر تمنداری نظام کے خلاف تھے اور اس کے خاتمے اور اس کے خواہاں تھے ۔ جبکہ انگریز اس نظام کو اپنے حق میں مفید سمجھتے تھے اور اس کی حفاظت کرتے تھے ۔ سردار محمد عظیم کو دوبار اپنے سسرال کے دو تمنداروں سردار غلام حیدر خان اور سردار امیر محمد خان قیصرانی کی وجہ سے جلاوطنی کی صعوبت سہنی پڑی کیونکہ یہ دونوں سردار تمنداری نظام کی بقا کے خواہاں تھے ۔ سر محمد جمال خان لغاری نے سردار محمد عظیم خان کو ایک ناصحانہ خط لکھا کہ انگریز یا مذکورہ تمنداروں سے معذرت کر لی جائے تو جلاوطنی موقوف کی جا سکتی ہے لیکن سردار عظیم خان نے جلاوطنی کی سزا کو تمغہ حریت خیال کیا اور سال دو سال اپنے وطن سے دوری کی مصیبتیں مردانہ وار برداشت کرتے رہے ۔

سردار عظیم خان کی شخصیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ جاہلی رسوم و رواج اور توہمات وغیرہ کے سخت خلاف تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ذات پات کی تفریق اور قبائلی تفاخر و غرور کو پاس تک پھٹکنے نہیں دیا ۔ جناب غلام علی فنتکانی نے اگرچہ لکھا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں سے نابلد تھے ' نیز یہ کہ جب ایک خط کے ذریعے انہیں کہا گیا کہ وہ اپنے دادا نواب محمد اسد خان کی قبر کا نشان دوبارہ قائم کریں جو اس وقت رود کوہی کے پانی کی وجہ سے مٹ گیا ہے تو انہوں نے اس کے جواب میں صرف یہ لکھ بھیجا "کل من علیھا فان" ۔ اس سلسلے میں مصنف مذکور نے ان کی اولاد کی بے اعتنائی کا ذکر بھی کیا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سردار محمد عظیم خان کی اولاد کو انگریزی دور کی یادگار سرداری نظام سے کوئی لگاؤ نہیں اور یہ بہر حال قابل تعریف بات ہے ' سردار عظیم خان مئی ۱۹۸۰ء میں لاہور میں فوت ہوئے ۔

سردار عظیم خان شعر و ادب کا نہایت پاکیزہ ذوق رکھتے تھے ۔ اگر انہیں کوئی باقاعدہ استاد میسر آ جاتا تو ان کا کلام نہ صرف مضامین کے اعتبار سے بلند پایہ ہوتا بلکہ عروض اور زبان و بیان کی غلطیوں سے بھی مبرا ہو جاتا ۔ وہ اردو اور سرائیکی میں شعر کہتے تھے ۔ ان کی شاعری اکثر و

بیشتر ان کے مذہبی جذبات کی ترجمان ہے ۔ سردار اسد خان کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے اردو میں اسدی تخلص کرتے تھے جبکہ سرائیکی میں ان کا تخلص وارث شاہ تھا ۔ اپنی شاعری کے بارے میں خود لکھتے ہیں :

> " اگر کلام سوقیانہ و مبتذل کا نمونہ کہیں ملاحظہ فرمانے کا موقع اب تک نہ ملا ہو تو یہاں موجود پاؤ گے ۔ اس کی چند وجوہ ہیں ۔ نہ پیشہ شاعری نہ علم عروض سے واقفیت ' علمی کم مائیگی مزید برآں ۔ انفراغ تعلیم مڈل ۱۹۱۴ء کے بعد محض اشتیاق یہی رہا کہ قلم سے حمد باری تعالیٰ جل شانہ کے باب میں کچھ خدمت لی جائے ۔ ۱۶ ۔ ۱۹۱۵ء بالکل ننھیال میں گزرے ۔ ۱۹۱۷ء' ۱۹۱۸ء' و ۲۰ ۔ ۱۹۱۹ء سندھ ریاست خیر پور میں ۔ لہذا وہاں کے ماحول میں جہاں مقابر پرستی و اولیا پرستی کی انتہا نہ تھی' اپنے ایک دوست سید نذیر حسین شاہ صاحب کی معیت میں خامہ فرسائی کا موقع ہاتھ رہا ۔ موصوف ہم عمر نہایت ہی شریف و نیک سیرت ' اغیار پرستی سے نفور اور توحید پرستی میں سرشار اپنا کلام سندھی زبان میں سناتے اور مجھے اردو میں لکھنے پر مجبور کرتے ۔ لہذا ابتدا وہاں ہوئی اور انتہا اب ۔
>
> ۲ ۔ سنین کے اندراج سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کلام فلاں سن میں لکھا گیا ۔ سنین کی عدم ترتیب کی وجہ معقول ہے کہ اوراق پریشان کہنہ جیسے جیسے ہاتھ لگے انھیں یہاں مختلف اوقات میں اندراج کیا گیا جس سے لامحالہ سنین کی ترتیب کا فقدان رہا ۔"

سردار موصوف کا سرائیکی کلام تو نہیں مل سکا البتہ ان کے اردو کلام کے متفرق اجزا ہاتھ آ سکے ہیں ' ان میں سے ایک " حمد " جناب غلام علی ننکانی نے نقل کی ہے جس کا مطلع یہ ہے :

میں ترے در کا ہوں بندہ تو مرا پروردگار
ہے ترے در کی غلامی باعث صد افتخار

انھوں نے اپنے قلم سے جو اشعار درج کئے ہیں ان کا انتخاب حسب ذیل ہے :

خطا ہے گر کروں حمد و ثنا سے کوتاہی
زباں عطا ہوئی ہم کو تری ثنا کے لیے
نہ التفات ہو مجھ پر تو میری قسمت ہے
ہے ذات تیری . تو بہر جہاں عطا کے لیے
تو بادشاہ جہاں ہے میں در کا سائل ہوں
کشادہ چشم ہوں ہر دم تری سخا کے لیے
جو تیرے در پہ ہی آنکھوں پر نیاز کرے

تجھے بھی چاہیے تو اس کو سرفراز کرے
آپ نے فرمایا ہے افسوس تیری عقل پہ
رہتا ہے شب روز گروی رقبہ کے پیکار میں
فرق کیا باقی ہے شرع میں بتا اے مرتہن
رقبہ مرہونہ میں اور ذبیحہ مردار میں
جب لگا نکتہ یہ دل کو وہ گرا پیش حضور
اور تائب اس گنہ سے ہو گیا دربار میں

سردار عظیم خان کو علامہ اقبال سے بے حد عقیدت تھی ۔ ان کی شاعری اور پیغام کے دلدادہ تھے ۔ اسرار و رموز ' بانگ درا اور ضرب کلیم انہیں تقریباً" یاد تھیں ۔ وہ اقبال کا کلام ذوق و شوق سے محفل احباب میں سناتے اور جب کبھی لاہور جاتے تو اقبال کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے ۔ ایک موقع پر انہوں نے اقبال سے اپنے کتب خانہ کا ذکر کیا جو در اصل ان کے والد سردار محمد خان کے ورثے کے طور پر انہیں ملا تھا اور جس میں انہوں نے اپنے ذوق کے مطابق کچھ اضافہ بھی کیا ہو گا ۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ کتب خانہ کسی قومی رفاہی و تعلیمی ادارے کو بطور عطیہ دے دیا جائے ۔ علامہ اقبال نے بعد میں انہیں لکھا کہ وہ یہ کتب خانہ انجمن حمایت اسلام کے اشاعت اسلام کالج لاہور کو دے دیں ۔ سردار موصوف نے اقبال کا یہ مشورہ قبول کرتے ہوئے اپنی کتابیں انجمن حمایت اسلام کو بھجوا دیں اور مذکورہ کالج کے نام وقف کر دیں ۔ انجمن کے ساتھ اس معاملے کو طے کرانے میں بھی اقبال نے تگ و دو کی ۔ انجمن کے آنریری سیکرٹری محمد عبدالرحمان خان نے اپنی چٹھی مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۷ء کے ذریعے ان کتابوں کی وصولی کی اطلاع دی ۔

علامہ اقبال کے یہ خطوط میاں اللہ بخش ' مختار کار سردار محمد عظیم خان رئیس منگروتھ تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازی خان کے نام ہیں ۔ تاہم پہلے اور تیسرے خط میں براہ راست خطاب سردار عظیم خان سے ہے جبکہ دوسرے خط میں مختار کار مخاطب ہیں ۔ ان خطوط کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اس دور میں لکھے گئے جب علامہ اقبال علالت کی بنا پہ دوسروں سے خط لکھوایا کرتے تھے لیکن یہ خطوط ان کے مخصوص خوبصورت انداز کتابت کا نمونہ ہیں ۔ دوسرے یہ کہ اقبال شدید علالت کے باوجود قومی امور کی انجام دہی میں بدستور منہمک رہے اور انجمن حمایت اسلام کے ساتھ ان کا گہرا لگاؤ ہمیشہ برقرار رہا ۔

یہاں اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ جس کتاب خانہ کا ذکر ان خطوط میں ہوا ہے ان میں کتب کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے اور ان میں تفسیر' حدیث ' فقہ ' شعر و ادب ' طب ' لغت ' سیرت ' تاریخ ' تذکرہ اور اذکار وغیرہ موضوعات پر کتابیں شامل ہیں ۔ چند عنوانات حسب ذیل ہیں :

دلیل الحسنات علی طریقتہ الصلوٰت ' تنبیہہ السائل ' انوار الھدیٰ ' شجر الامالی ' حصن الحصین ' شرائع الاسلام ' کشف الموطا عن کتاب الموطا ' الصافی شرح اصول الکافی ' مظاہر حق ' دیوان حافظ ' اخلاق محسنی ' مدارج النبوہ ' روضتہ الاحباب فی سیرہ النبی و آل و اصحاب ' تفسیر ہاشمی بزبان سندھی ' طب اکبری ' حیات القلوب ' دیوان غوث الاعظم ' شرح دیوان علی ' رقعات عالمگیری ' شرح دیوان حافظ ' انشائے فیض رساں ' بدر الدجیٰ ' سکندر نامہ ' صواعق محرقہ ' کریم اللغات ' فیض الباری ' صحیفہ کاملہ ' دبستان المذاہب ' دیوان امیر خسرو ' روضہ الصفا وغیرہ ۔

علامہ اقبال کے تین نایاب خطوط

مکتوب (۱)

لاہور ۲۲ جنوری ۱۹۳۷ء

جناب من ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے ۔ آپ ابھی اپنا کتب خانہ کسی ادارے کو نہ دیں ۔ میں چند روز تک آپ کو صحیح مشورہ دے سکوں گا ۔ عنقریب ایک ادارہ پنجاب میں کھلنے والا ہے جو دینی تعلیم کے لیے خاص طور پر ایک قسم کا بہت بڑا وقف ہو گا ۔ اس کے کاغذات قانونی طور پر تیار ہو رہے ہیں اور بعض عمارات بھی تعمیر ہو رہی ہیں ۔ مکمل ہو جانے پر میں آپ کی خدمت میں عرض مفصل کر دوں گا ۔ فی الحال اگر ممکن ہو سکے تو اس کتب خانہ کی مفصل فہرست تیار کریں تاکہ فہرست دیکھنے سے معلوم ہو جائے کہ دینی کتب کی تعداد اس کتب خانے میں کیا ہے ۔ جس ادارے کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں نوجوانوں کی دینی تربیت کا خاص اہتمام کیا جائے گا ۔
سردار صاحب کی خدمت میں میری طرف سے بہت بہت آداب عرض کریں ۔ والسلام

مخلص
محمد اقبال

مکتوب (۲)

لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء

جناب من ۔ آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ میری طرف سے سردار صاحب کی خدمت میں عرض کر دیجیے کہ میں غالباً آغاز اپریل میں لاہور ہی میں ہوں گا ۔ باہر بہت کم جاتا ہوں کہ ایک مدت سے بیمار ہوں ۔ وہ شوق سے تشریف لائیں ۔ مجھے ان کی ملاقات سے مسرت ہوگی ۔
زیادہ کیا عرض کروں ۔ امید کہ سردار صاحب مع الخیر ہوں گے ۔ میری طرف سے سلام شوق عرض کر دیجیے ۔

والسلام

محمد اقبال
میو روڈ

مکتوب (۳)

لاہور ۳ فروری ۱۹۳۷ء

جناب من ۔ آپ کا خط مع فہرست مل گیا ہے ۔ یہ کتابیں بیشتر دینی ہیں ۔ اس واسطے میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یہ کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشاعت اسلام

کالج ۱۰ کو دیدیویں - میں نے آج جنرل سیکرٹری انجمن ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ۱۰ کو لکھ دیا ہے اور آپ کا پتہ بھی ان کو دے دیا ہے - وہ آپ کو خط لکھیں گے - آپ صرف میرے خط کا حوالہ دے کر ان سے خط و کتابت کریں اور کسی مناسب طریق پر کتب خانہ مذکورہ ان کی خدمت میں بھیج دیں - باقی خدا کے فضل سے خیریت ہے - سردار صاحب کی خدمت میں سلام شوق عرض کریں -

والسلام

محمد اقبال

لاہور

Copy of a letter No. 29640 Pol/Genl, dated 7th September 1932, from the Chief Secretary to Government, Punjab, to the Commissioner, Multan Division.

Subject:- Succession of Sardar Muhammad Azim Khan to his father Sardar Muhammad Khan Nutkani's Seat in Divisional Darbar.

I am directed to refer to your endorsement No. LXXIX-80-60, date the 17th of August 1932, transmitting for the orders of Government a recommendation made by the Deputy Commissioner of Dera Ghazi Khan that Sardar Muhammad Azim Khan be allowed to succeed to his father's seat in Divisional Darbar.

2. In reply, I am to inform you that His Excellency the Governor is pleased to accept Sardar Muhammad Azim Khan as a Divisional Darbari in succession to his father the late Sardar Muhammad Khan Nutkani and to assign to him a place corresponding to No. 20 on the list of Divisional Durbaris of the Multan Division corrected up to the 15th of July 1931.

Copy of an endorsement No: LXXIX-80-111-61 dated the 14th September 1932 by the Commissioner, Multan Division.

- - - - -

Copy forwarded to the Deputy Commissioner, Dera Ghazi Khan for information, with reference to the correspondence ending with his confidential letter No. 69, dated 5th August 1932.

No: 4187
Deputy Commissioner's Office
Dated Dera Ghazi Khan the 20th September 1932.

Copy forwarded to Sardar Muhammad Azim Khan Nutkani, Mangrotha in the Sanghar Tahsil, Dera Ghazi Khan district, for information.

Supdt:
For Deputy Commissioner

The Nutkanis are an important tribe and are organized into sections under mukaddam, but they have now no chief. They occupy the country watered by distributary channels from the Sangarh lying between the Kasrani country to the north and the country of the Khosas and the Sori lands to the south. None of them are resident in the hills and they share with the Bazdars a small part of the plain country in front of the point of issue from the hills of the Sangarh torrent. The conduct of Asad Khan, the last chief to the tribe, in refusing to pay the tribute demanded by the sikh and in taking the part of Mulraj against Edward's, has been noticed in chapter 11 of this work. He finally joined the Nawab of Bahawalpur's army and assisted at the siege of Multan, but he never returned to Sangarh to resume the chieftainship of the tribe. Being related by marriage to the Nawab of Bahawalpur, he spent rest of his days with him, receiving a pension of Rs. 3,600 from the revenues of Bahawalpur. His son, Azim Khan returned to Dera Ghaazi Khan, and his grandson Muhammad Masu Khan entered the Police and was for many years Inspector of Police in the District and had a high reputation for ability and integrity.3/4 He died in 1896, leaving two sons, Mohammad Khan and Imam Bakhsh Khan Haji Muhammad Massu Khan, cousin of Asad Khan, was a man of influence in the Sangarh Tahsil where he excavated the Massuwah Canal at his own expense subsequently selling it to Government on finding himself unable to manage it successfully. He died childless in A.D. 1883.

Gazetteer of the Dera Ghazi Khan District,
Revised Edition 1893-97, Compiled and published by Authority of the Punjab Government Lahore, "Civil and Military Gazette" Press, 1898.

نگرورٹہ تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان

جناب بابا الٰہی بخش صاحب مختار سردار محمد اعظم خان صاحب بزدار نگرورٹہ

مکتوب (۲)

لاہور ۲۸ جنوری ۳۶ء

جناب من — آپ کا خط ابھی ملا ہے

میری طرف سے سردار صاحب کی خدمت میں شکریہ عرض کر دیجیے کہ

میں ان کی نوازش اور مہربانی کا نہایت ممنون ہوں ۔ بالفعل

کم جاتا ہوں کہ ایک مدت سے بیمار ہوں اور شاید ابھی ان کی

ملاقات کی صورت ان کا ... سے محروم رہوں گا ۔

دعا کیجیے کہ خدا تعالیٰ مجھے صحت دے تو ان سے ملاقات ہو گی

میری طرف سے سلام شوق ان کو کہہ دیجیے ۔)

محمد اقبال میو روڈ

مکرم بندہ [illegible] سنگرہ ضلع ڈیرہ غازی خان

جناب [illegible] محمد اعظم [illegible]

مکتوب (۱)

لاہور ۲۴ جنوری ۳۶ء

جناب من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام

[illegible]

محمد اقبال

مکتوب (۳)

دیوبند [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دیوبند

ـسیدی (1)

The Nutkanis are an important tribe and are organized into ctions under mukaddam , but they have now no chief. They occupy the untry watered by distributary channels from the Sangarh lying tween the Kasrani country to the north and the country of the eas and the Sori lands to the south. None of them are resident in e hills and they share with the Bazdars a small part of the plain country front of the point of issue from the hills of the Sangarh torrent. e conduct of Asad Khan, the last chief ot the tribe, in refusing to y the tribute demanded by the sikh and in taking the part of lraj against Edwardes, has been noticed in chapter 11 of this work, finally joined the Nawab of Bahawalpur's army and assisted at the ge of Moltan, but he never returned to Sangarh to resume the ieftainship of the tribe. Being related by marriage to the Nawab Bahawalpur, he spent rest of his days with him, receiving a pension Rs. 3,600 from the revenues of Bahawalpur. His son, Azim Khan turned to Dera Ghazi Khan, and his grandson Muhammad Masau Khan tered the Police and was for many years Inspector of Police in th strict and had a high reputation for ability and integrity. died in 1896, leaving two sons, Mohammad Khan and Imam Bakhsh Khan ji Muhammad Massu Khan, cousin of Asad Khan, was a man of influence the Sangarh Tahsil where he excavated the Massuwah Canal at his n expense subsequently selling, it to Government on finding mself unable to manage it successfully. He died Childless in). 1885.

GAZETTEER OF THE DERA GHAZI KHAN DISTRICT, Revised Edition 1893-97, Compiled and Published by Authority of the Punjab Government. Lahore, "Civil and Military Gazette" PRESS, 1898

ضمیمہ (۲)

REVISED PEDIGREE TABLES

OF THE

FAMILIES MENTIONED

IN

GRIFFIN'S PUNJAB CHIEFS

AND

MASSY'S "CHIEFS & FAMILIES OF NOTE IN THE PUNJAB."

SANG-E-MEEL PUBLICATIONS

20 - SHAHRA-E-PAKISTAN (LOWER MALL), LAHORE - 2 PAKISTAN

منسلک (۳)

Copy of a letter No. 29840 Pol/Genl, dated 7th September 1932, from the Chief Secretary to Government, Punjab, to the Commissioner, Multan Division.

Subject:- Succession of Sardar Muhammad Azim Khan to his father Sardar Muhammad Khan Nutkani's seat in Divisional Darbar.

I am directed to refer to your endorsement No. LXXIX-80-60, dated the 17th of August 1932, transmitting for the orders of Government a recommendation made by the Deputy Commissioner of Dera Ghazi Khan that Sardar Muhammad Azim Khan be allowed to succeed to his father's seat in Divisional Darbar.

2. In reply, I am to inform you that His Excellency the Governor is pleased to accept Sardar Muhammad Azim Khan as a Divisional Darbari in succession to his father the late Sardar Muhammad Khan Nutkani and to assign to him a place corresponding to No. 20 on the list of Divisional Darbaris of the Multan Division corrected up to the 15th of July 1931.

Copy of an endorsement No: LXXIX-80-111-61 dated the 14th September 1932 by the Commissioner, Multan Division.

Copy forwarded to the Deputy Commissioner, Dera Ghazi Khan for information, with reference to the correspondence ending with his confidential letter No 69, dated 5th August 1932.

No: 4187
Deputy Commissioner's Office
Dated Dera Ghazi Khan the 24th September 1932.

Copy forwarded to Sardar Muhammad Azim Khan Nutkani, Mangrotha in the Sanghar Tahsil, Dera Ghazi Khan district, for information.

[signature] Supdt.,
For Deputy Commissioner.

DERA GHAZI KHAN DISTRICT.

MUHAMMAD MASU KHAN, KUTKANI.

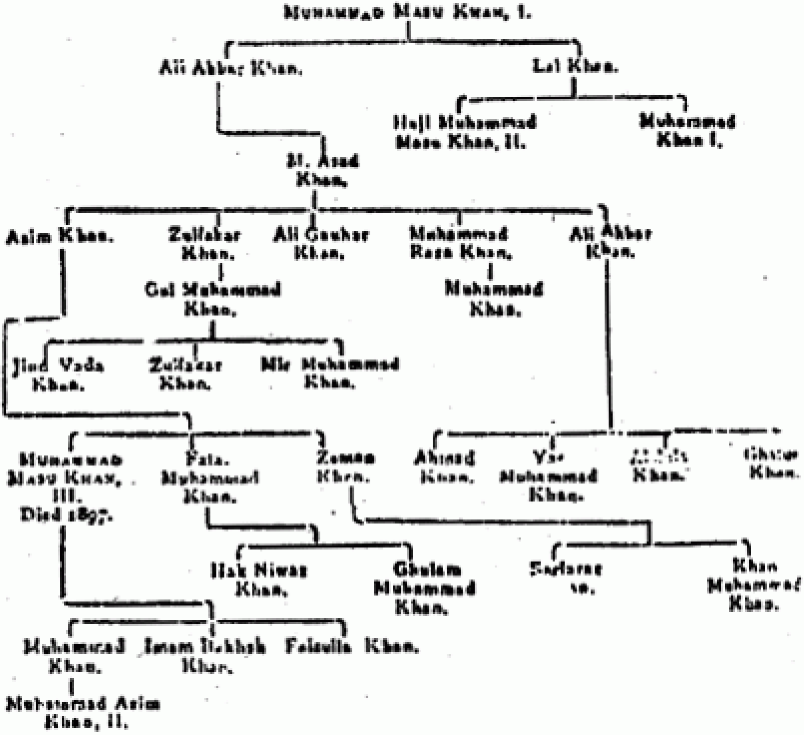

حواشی و تعلیقات

۱۔ ملاحظہ کیجئے ضمیمہ نمبر۱

۲۔ ملاحظہ کیجئے ضمیمہ نمبر۲

۳۔ ملاحظہ کیجئے ضمیمہ نمبر۳

۴۔ کتابوں کی جو فہرست مجھے ملی ہے اس کے کئی اندراجات محل نظر ہیں ' اس لئے چند عنوانات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۵۔ اس زمانے کے مخصوص حالات کے پیش نظر اشاعت اسلام کالج لاہور کا اجراء عمل میں لایا گیا تھا۔ جس کا مقصد تھا کہ نئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

۶۔ خلیفہ شجاع الدین (وفات ۱۹۵۵ء) خلیفہ عماد الدین کے فرزند اور اسلامیہ کالج میں اقبال کے شاگرد' پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور لندن سے بیرسٹری کی سند لے کر لاہور میں وکالت شروع کی۔ سرکاری ملازمت سے گریزاں رہے۔ رفاہی اور فلاحی امور میں ہمہ تن مصروف رہے۔ شعبہ تعلیم سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔ پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے رکن تھے' مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور انجمن حمایت اسلام کے ذریعے قومی خدمات انجام دیتے رہے۔ انجمن حمایت اسلام کے ساتھ ان کی وابستگی ہمیشہ قائم رہی۔ وہ اس کے سیکرٹری اور صدر بھی رہے اور اس کی متعدد کمیٹیوں میں شامل رہے۔ خلیفہ شجاع الدین مجلس قانون ساز پنجاب کے رکن بھی منتخب ہوتے رہے۔ وہ پنجاب مسلم لیگ کے نائب صدر کی حیثیت سے علامہ اقبال کے ہمراہ مسلم لیگ کے مقاصد کے لیے سرگرم عمل رہے۔